یہودی اور اسلامی تعلیمات میں مہر: ایک تقابلی جائزہ

ڈاکٹر طلعت صفدر *

Abstract:
"Among semetic religions, only christianity considers marriage purely a sacrament. Otherwise in Judaic and Islamic teachings, it is legal contract. So "Mehr" (مہر) of one of the prerequistes of marriage. A large number of Quranic injunctions and sayings of Hazrat Mohammad (ﷺ) reveal that payment of "Mehr" from the groom is a mark of respect to the wife. No one is exempt from this mandatory payment. Some anthropologists wrongfully mentioned "mehr" as bride wealth to the kin of bride from the kin of groom. It is sole property of the wife. This paper shows the similarities as well as differences between Judaic and Islamic teachings regarding "mehr". It also analyses the behaviour of the followers of aforesaid religions towards acceptance or negation of "mehr" and its impacts upon familial life."
Keywords: Semetic Religions, Judaic, Mehr. Islam

حقوق زوجین کے ضمن میں مہر عورت کے حقوق اور مرد کے فرائض میں داخل ہے۔ بائبل کے اکثر مقامات پر ایسے شواہد ملتے ہیں کہ یہودیوں کے ہاں بھی شادی کے موقع پر مہر دیا جاتا تھا۔ اسلام اور یہودیت میں قانون مہر کی موجودگی اپنی جگہ پر گر زمانی و مکانی اختلافات کے سبب دونوں مذاہب میں مہر کے حوالے سے کچھ مختلف فیہ بھی ہے۔ عبرانی زبان میں مہر (Mahar) کو مہر (Mohar) کہا جاتا ہے۔ مہر کا مفہوم Theological Dictionary of Old Testament میں بطور تحفہ کے استعمال ہوا۔

> "The term (Mehar) always refers to gifts which the bridegroom or his father gives to the father or guardine of the girl before she is giving over to her "lord."(1)

☆ پروفیسر، گورنمنٹ اپوا کالج برائے خواتین لاہور

(مہر کی اصطلاح ان تحائف کے لیے استعمال کی جاتی ہے جو کہ دولہا کا باپ لڑکی کے باپ یا سرپرست کو دیتا ہے۔ قبل اس کے کہ لڑکی کو اس کے آقا (شوہر) کے سپرد کیا جائے)

اس کا ایک مفہوم 'دلہن کی قیمت کے طور پر بھی لیا گیا ہے۔ بائبل کی ایک تفسیر میں مہر کو بیع وشراء کی ایک شکل قرار دیا ہے۔ بقول مصنف ازمنہ قدیم میں کیونکہ یہودیوں میں لڑکیوں کی خرید وفروخت ہوا کرتی تھی۔ اس لیے مذکورہ تفسیر میں اس بات کی طرف گیا ہے۔

....."They were their husband's property by virtue of his payment of the Mohar, a term that is often translated "bride price",than conforming the notion that women were bought and sold." (2)

(وہ (یعنی عورتیں) اپنے مردوں کی جائیداد متصور ہوتی تھیں کیونکہ شوہر اس کی قیمت مہر کی شکل میں ادا کرتا تھا جس کا ترجمہ 'دلہن کی قیمت کے طور پر کیا جاتا ہے۔ جس سے اس خیال کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ عورتیں خریدی اور بیچی جاتی تھیں۔)

بائبل میں مہر کی اصطلاح کی موجودگی کا پتہ حسب ذیل تین مقامات سے ملتا ہے:

ا۔ باب پیدائش:

"اور شکم نے لڑکی کے باپ اور بھائیوں سے کہا مجھے اپنی نظروں میں مقبول ہونے دو اور جو کچھ تم مقرر کرو گے میں دوں گا۔ جتنا مر اور جو تحائف مجھ سے چاہو میں تمہارے کہنے کے موافق دوں گا۔"(۳)

۲۔ باب خروج:

"اگر کوئی کسی کنواری لڑکی کو جو کسی کی منگیتر نہیں ورغلائے اور اس سے صحبت کرے تو وہ کنواریوں کے مہر کے مطابق اسے نقدی دے۔"(۴)

۳۔ باب (ا) سیموئیل:

"شاؤل نے کہا کہ تم داؤد سے یوں کہو کہ بادشاہ کو مہر کی خواہش نہیں۔ لیکن وہ بادشاہ کے دشمنوں سے انتقام کے لیے فلسطینیوں کی سو کھلڑیاں مانگتا ہے۔"(۵)

جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ مرد کی طرف سے لڑکی کے باپ کو (لڑکی کی بجائے مہر کی ادائیگی کیونکر کی جاتی تھی علماء نے اس کی مختلف توجیہات پیش کی ہیں۔ان میں سے بعض حسب ذیل ہیں:

عبرانی بائبل کے ایک عالم پروفیسر لیو۔بی۔پرڈیو کے اس خیال میں مہر تبدیلی اختیار کی بناء پر ادا کیا جائے۔ یہ مصنف اس خیال کی تردید کرتا ہے کہ یہودیت میں شادی دیگر مالی معاہدوں کی طرح خرید و فروخت کا ایک معاہدہ ہے یہ دراصل عورت کی قیمت نہیں بلکہ اس کی ادائیگی باپ یا سرپرست میں سے اس شخص کو کی جاتی تھی جس کو پہلے اس لڑکی پر اختیا تھا کیونکہ اب منتقلی ان کی بجائے شوہر کو ہوئی لہذا یہ سیاس اختیار کی قیمت ہے۔(۶)

دوسری توجیہ یہ ہے کہ یہ دلہن کی وصولی کی قیمت نہیں ہے بلکہ اس لیے ہے کہ نئے شادی شدہ جوڑے کے لیے اشیائے ضروریہ کی خریداری کرنی ہوتی ہے۔ نیز یہ کہ مستقبل میں پیش آنے والے ممکنہ مالی مسائل میں عورت شوہر کی محتاج نہ رہے۔(۷)

ایک تیسری وجہ یہ بیان کی گئی ہے۔ یہ نمبر ایک طرح سے نقصان کی تلافی کی وجہ سے وصول کیا جاتا تھا۔ کیونکہ قدیم اسرائیلی معاشرے میں حصول معاش کی سرگرمیوں میں باقی خاندان کی طرح لڑکی بھی پورا پورا حصہ بناتی تھی۔ مثلاً باپ کے گھر کا کام کاج، جانوروں کو پالنا، کنو میں سے پانی بھر کر لانا فصل کی کٹائی کے وقت غلہ سمیٹنے کا کام وغیرہ وغیرہ، یہی لڑکی جب بیاہ کر سرال جاتی تو سمجھا جاتا کہ اس لڑکی کی ذات سے متعلقہ فوائد اب ایک دوسرا خاندان اٹھائے گا لہذا نقصان کی تلافی کے طور پر مہر کو لڑکی کی رخصتی سے مشروط کر دیا جائے۔(۸)

مذکورہ بالا بیانات میں مہر کی توجیہہ جو بھی بیان ہوئی، ایک بات بہت واضح ہے کہ میتھنہ لڑکی کی بجائے اس کے ورثاء ہی وصول کیا کرتے تھے۔ اب ورثاء اس رقم یا اشیاء (جو مہر لی دی گئی تھیں) کا استعمال کیسے کرتے لیو۔جی۔پرڈیو کے نزدیک مہر کے حسب ذیل دو مصرف تھے:

"First it was paid to the bride's father and he retained it. Second the Mehar was converted into utensils and added to the dowry."(9)

(پہلے تو اس طرح ہوتا کہ مہر لڑکی کے باپ کو ادا کیا جاتا تھا اور وہ اسے اپنے پاس رکھ لیتا۔ پھر یہ ہوا کہ مہر کی رقم سے برتن خریدے جاتے اور لڑکی کے جہیز میں دے دیے جاتے)

واضح رہے کہ جہیز "Dowry" وہ ساز و سامان تھا جو کہ باپ کی طرف سے بیٹی کو بطور تحفہ دیا جاتا تھا۔ مہر دیے جانے کی وجوہات کے بعد یہ سوال بھی انتہائی اہم ہے کہ مہر کس کس شکل میں دیا جاتا تھا۔ اس سوال کا جواب بائبل کی حسب ذیل عبارات سے ملتا ہے:

ا۔"اور یعقوب راخیل پر یہ ہوا نے کہا میں تیری چھوٹی بی راحل کے لیے سات برس تیری خدمت کروں گا۔"(۱۰)

گویا مال و متاع نہ ہونے کی صورت میں ایک نادار شخص جسمانی مشقت کو بھی بطور مہر قرار دے سکتا تھا۔

۲۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کی شادی کے امور انجام دینے کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ملازم کو لابن کی طرف بھیجا۔

"اور نوکر نے چاندی کے برتن اور سونے کے برتن اور پوشاکیں نکالیں اور رفقاء کو دمیں۔ اس کے بھائی اور اس کی ماں کو بھی قیمتی چیز میں عطا کیں۔"(۱۱)

مذکورہ بیان سے پتہ چلتا ہے کہ اس عہد میں لڑکی کے وارثوں کو شہر اور لڑکی کو تحفے تحائف دولہا کی طرف سے دیے جاتے تھے جو کہ سونے چاندی جیسی بیش قیمت دھاتوں کے علاوہ لباس اور دیگر قیمتی اشیاء بھی دی جاتی تھیں۔

قیمتی ساز و سامان میں حسب ذیل اشیاء بھی شامل ہو سکتی تھیں مثلاً 'اور میں نے اسے پندرہ مثقال چاندی، ایک حمر اور ایک لاتک جو دے کر اپنے مول لیا۔(۱۲)

درج بالا عبارت سے ایک حمر اور غلہ وغیرہ کا ذکر تو مل جاتا ہے۔ ایک اور بات قابل توجہ ہے یعنی اپنے لیے مول لیا' اس سے وہی انداز و قوی ہو جاتا ہے کہ شہر بھی تحفہ رہا ہے اور بھی دلہن کو خریدنے ایک ذریعہ جیسا کہ ویمن بائبل (NP Women Bible) کی مفسرہ کیتھرائن کلارک نے قائم کیا تھا۔

۳۔ کسی مشغل مہم کی انجام دہی پر مقررہ انعام بھی عہد بائبل میں مہر ہو سکتا تھا۔ جیسے کہ شاؤل بادشاہ نے حضرت داؤدعلیہ السلام کو بہانے سے پھانس کر قتل کرانا چاہاتو انہیں اپنی بیٹی سے شادی کی پیش کش کی:

"شاؤل بادشاہ نے کہا تم داؤد (علیہ السلام) سے یوں کہو کہ بادشاہ کو مہر کی خواہش نہیں ہے لیکن وہ بادشاہ کے دشمنوں سے انتقام لینے کے لیے فلسطینیوں کی سو کھلڑیاں مانگتا ہے۔"(۱۳)

۴۔ محولہ بالا اشیاء وخدمات کے علاوہ نقد رقم کی مثال بھی بائبل میں موجود ہے۔ مثلاً: اگر اس لڑکی کا باپ بیاہ دینے سے انکار کرے تو کنواریوں کے مہر کے مطابق اسے نقدی دے۔(۱۴)

بائبل کے مطالعہ سے مہر کی مقداروں کا بھی سراغ ملتا ہے۔ یہ Quantity مقادیر اور پیش کش بوجوہ کم و پیش ہوتی رہتی تھیں۔ جہاں تک مہر کی عمومی مقدار کا تعلق ہے تو وہ حسب ذیل تھی مثلاً:

"اگر کوئی مرد کسی دوشیزہ کو پائے جو بیاہی ہوئی نہیں ہے اور اس سے جبراً صحبت کرے اور وہ پکڑے جائیں تو یہ مرد لڑکی کے باپ کو پچاس مثقال چاندی دے۔"(۱۵)

اسی کو بنیاد بنا کر ایلیٹ ڈروف "Elliot N. Droff" نے لکھا کہ:

"In biblicol time the usual bride price seems to have been fifty shekels of silver ."(16)

(عمومی طور پر عہد بائبل میں دلہن کی قیمت پچاس ھیکل تھی۔)

یہودیت میں عورت کی عفت وعصمت (Chastity) کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اوران کے لیے میخاندانی غیرت کا معاملہ بھی تھا۔ جب کوئی بدقماش شخص کسی عورت کے دامن عفت کو تار تار کرتا تو اس کے باپ کو اختیار تھا کہ چاہے تو وہ کنواری کا مروجہ مہر کے برابر وصول کرے یا چاہے تو اپنی خواہش کے مطابق کوئی بھی معاملہ کرے۔ جیسا کہ حضرت یعقوب کی بیٹی دینہ کے بے حرمت کیے جانے پر کیا گیا تھا۔ یعقوب نے تو اپنی توہین کا بدلہ بھی مہر کی صورت میں لیا تھا ملاحظہ فرمایئے بائبل کی عبارت:

"لیکن ہم اس بات پر تم سے راضی ہو جائیں گے کہ اگر تم ہمارے جیسے ہو جاؤ کہ تمہارے ہر مرد کا ختنہ کیا جائے۔"(۱۷)

بعض اوقات بڑی سے بڑی پیش کش بھی اس ضمن میں کر دی جاتی تھی جیسے کہ مذکورہ واقعہ کے ضمن میں ہوا:

"شکم کے باپ حمور نے حضرت یعقوب سے کہا کہ آپ اپنی بیٹی ہمارے بیٹے سے بیاہ دیں۔ خواہ آپ ہماری بیٹیاں لو اور ہم آپ کی بیٹیاں لیں، ہماری زمینوں میں رہو ان میں تجارت کرو۔ اپنی ملکیتیں بناؤ۔"(۱۸)

مذکورہ عبارت سے مہر کو ادلے بدلے کی شادی کی شکل دی گئی ہے۔ (نیز زمین کی ملکیت کی پیشکش بھی بھاری مہر کی صورت ہی موجود رہی ہے)

لفظ مہر پر جب بائبل شارحین یہودی علماء نے غور و خوض کیا۔ تو بگڑی ہوئی معاشی حالت کے سبب اس کی تعبیر یہ کی کہ مہر کی ادائیگی سے قاصر مفلس نوجوان شادی نہیں کر پا رہے لہٰذا اس کی فوری نقدی ادائیگی کی بجائے مستقبل میں ادائیگی کے وعدے پر شادی کی اجازت دی جائے۔ مہر میں اس قسم کی نرم قانون سازی کا سہرا پہلی صدی عیسوی (B.C) کے ایک ربی سائمن شیطاچ "Simeon Ben Shetach" کے سر سجا ہے۔ لوئیس ایپسٹین (Louis Epstein) کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

> "Then Louis Ben shitah came with his enactment that the wife lend the money to her husband and he be permitted to use in his business; on the condition that he gaurantee the payment to it by all his property he might possess."(19)

پھر سائمن بن شیباچ اس قانون کے ساتھ آئے کہ بیوی اپنی رقم اپنے شوہر کو (جو اس نے بطور مہر عورت کو دینے کا وعدہ کیا ہے قرض دے دے تاکہ وہ اسے کاروبار میں لگا سکے۔ اس شرط پر کہ وہ (موقع آنے پر یہ رقم اپنی جائیداد میں سے ادا کرنے کا پابند ہے)

قصہ مختصر مہر مذکورہ بالا قانون کے تحت ادا نہیں کیا جائے گا بلکہ یہ ایک وعدہ ادائیگی ہے۔اس وعدہ یا شرط کو شادی کے معاہدے کی تحریری دستاویز "Ketubah" میں تحریر کر دیا جاتا ہے۔اسے بیوی کے سپرد کر دیا جاتا ہے تاکہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آسکے۔اس ضرورت کو بھی رہتوں کی طرف سے واضح کر دیا گیا۔ یعنی طلاق یا پھر شوہر کی وفات۔ دیکھئے کیمپ بیل "Campbell" کی کتاب سے یہ اقتباس:

"By the rubbinic period there are sparse late refrences to a concept. Instead, focus is on a payment Known as Ketubah, which is a Payment that man must make if he divorces his wife or which is due a husband,s widow upon his death"

بعد ازاں تالمود کے علماء نے یہ بھی واضح کر دیا کہ "Ketubah" میں اس بات پر بھی کوئی جھگڑا نہ رہے کہ بیوہ کیلئے کتنی رقم (بطور وعدہ دی جائے گی اور دوشیزہ کو کتنی۔کیمپ بیل لکھتے ہیں۔

"...two hunderd denarii for virgin and one hundred denarii for a widow. Though it is permissible to exceed those amount ."(21)

(دو سو دینار کنواری کے لیے اور ایک سو بیوہ کے لیے۔اس رقم سے زیادہ ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔)

مہر اور اس کی حقیقت کا مطالعہ اگر دین اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں کیا جائے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیت اور اسلام میں بہت کچھ مماثل ہونے کے ساتھ اختلافی پہلو بھی موجود ہیں بحر الرائق میں مہر کے بہت سے مترادفات کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ابن نجیمؒ فرماتے ہیں:

"الغاية له اسام المهر، والنحله العقر، والعطية اجرة والصدقه والعلاقة والحباء"(٢٢)

شرح الصغیر میں کہا گیا ہے:

"... وهو يجعل للزوجة في نظير الاستمتاع بها"

"مہر عورت کے لیے مقرر کیا گیا ہے اس نفع کے بدلے میں جو اس سے حاصل کیا جاتا ہے۔"(٢٣)

محمود احمد میر پوری کو اس کے معاوضہ ہونے سے اختلاف ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"یہ معاوضہ نہیں بلکہ عطیہ اور حدیہ ہے جو کہ خاوند کے لیے ضروری ہے کہ اسے عطا کرے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے و اتو النساء صدقتھن نحلة اپنی عورتوں کو ان کے مہر بطور عطیہ ادا کرو۔ یہ ہے تو عطیہ مگر اختیاری نہیں واجب ہے بہتر ہے کہ خاوند بیوی کو پہلی ملاقات سے قبل ادا کر دے۔"(٢٤)

قرآن مجید کی بہت سی آیات سے مہر کا اثبات ہوتا ہے۔ مثلاً:

"وَاٰتُوا النِّسَاءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا"(٢٥)

(اور عورتوں کو ان کے مہر خوش دلی سے دو پھر اگر وہ اپنے دل کی خوشی سے مہر میں سے کچھ دے دیں تو اسے کھاؤ مزے لے لے کر۔)

رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے نا صرف خود اپنی زوجات کو مہر دیا بلکہ اپنے صحابہ کرام کو بھی تاکید فرمائی۔ مثلاً:

"ان رسول الله رای عبدالرحمن بن عوف رضي الله عنه وعليه ردع زعفران . فقال النبي صلى الله عليه وسلم" مهيم قال يارسول الله تزوجت امراة قال : ما اصدقتها؟ قال : وزن نواة من ذهب"(٢٦)

(بے شک رسول اللہ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ پر زعفران کے اثرات دیکھے۔ آپ نے فرمایا یہ کیا؟ حضرت عبدالرحمن فرمانے لگے۔ میں نے ایک عورت سے شادی کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کا کیا مہر مقرر کیا۔ انہوں نے بتایا کہ کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا۔)

مہر کے باب میں ذخیرہ حدیث سے متعدد احادیث تلاش کی جا سکتی ہیں جس سے فضلیت مہر کا پتہ چلتا ہے۔ اب تک کی بحث سے یہ کہیں بھی مترشح نہیں ہے کہ مہر دلہن کی قیمت یا "Bride Price" ہے موسوی تعلیمات کے مطابق اگر مہر بھی اسلام میں تحفہ کا قائم مقام ہی ہے۔ لیکن بائبل کے مفسرین نے اسے "Bride Price" کہا جس سے انسانوں بالخصوص عورتوں کی بیع و شرا کا ہتک

آمیز پہلو نکلتا ہے۔ تعلیمات اسلامی کی بی روح ہر گز نہیں ہے۔ بقول کامل محمد ویضہ جب اسلام کا ظہور ہوا تو اس نے اپنی روشنی سے جہالت کی اس شرمندگی کو دھوڈالا جس کا تعلق عورت سے تھا۔ اس نے نکاح وطلاق میں عورت کے حقوق وضع کیے۔ اس کے لیے مہر مقرر کیا اور شوہر پر اس کے حقوق عائد کر دیے۔(٢٧)

بطور مہر بیوی پر مال خرچ کرنے کی فضلیت "حجۃ اللہ البالغہ" میں اس انداز سے واضح کی گئی ہے کہ لوگ جس قدر مال میں بخل کرتے ہیں اور کسی چیز میں نہیں کرتے۔ لہذا اس کو خرچ کرنا نکاح کا مہتم بالشان ہونا معلوم ہو سکتا ہے۔ اس سے لڑکی کے اولیاء کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ جبکہ وہ اس شخص کو اپنے جگر گوشہ کا مالک ہوتے دیکھیں اور اس کے سبب نکاح اور زنا میں تمیز ہوتی ہے۔(٢٨)

لہذا مہر سے نہ تو یہ تاثر ابھرتا ہے کہ میازالہ نقصان "Compansation" ہے اور نہ ہی اس سے عورت پر مرد کے مالکانہ حقوق کا اظہار ہوتا ہے۔ عورت شادی کے بعد غلامانہ زندگی کا آغاز نہیں کرتی بلکہ اس کی حیثیت ایک آزاد فرد ہی کی رہتی ہے۔ یعنی شوہر کی بدسلوکی یا کوئی اور ایسی وجہ جس سے نکاح کا رشتہ برقرار نہ رہ سکتا ہو نیز نکاح کے مقاصد کی تکمیل میں رکاوٹ کا باعث ہو، عورت خلع کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ طلاق کی صورت میں دوسری شادی کے بندھن میں بندھ سکتی ہے۔ اپنے مال کی ملکیت پر بلاشرکت غیرے اختیار رکھتی ہے۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مہر کی ملکیت کے بارے میں نہایت واضح حکم موجود ہے کہ مہر عورت کے وارثوں کا نہیں ہے کہ انہوں نے اسے پالا پوسا اور پرورش تعلیم وتربیت کی۔ بلکہ بی عورت کا ذاتی حق ہے۔ اس کو اس پر ملکیت تام حاصل ہے وہ چاہے مہر کی رقم آجائیداد اپنے پاس رکھے۔ فروخت کر دے، اس سے تجارت کرے، شوہر کو اس کا کچھ معاف کر دے وغیرہ وغیرہ۔

قرآن مجید میں ہے:

"فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا"(٢٩)

(پھر اگر وہ اپنے دل کی خوشی سے مہر میں سے تمہیں کچھ دے دیں تو اسے مزے لے کر کھاؤ۔)

آیت مقدسہ کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ مہر پر عورت کا حق ہے کسی اور کا حتی کہ شوہر کا بھی نہیں ہے۔ اس سے یہودیت اور اسلام کے تصور بر کا فرق واضح ہو کر سامنے آتا ہے۔ یہودی

علماء کے نزدیک تو یہ مسئلہ گنجلک ہی رہا کہ یہ دلہن کا تحفہ ہے یا دلہن کی قیمت۔ اسلامی تعلیمات میں یہ بات نکھر کر سامنے آئی کہ یہ عورت کا تحفہ ہے جو اسے شادی کے موقع پر شوہر کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ عہد اسلامی میں کوئی بھی ایسا دور نہیں گزرا کہ بھی والدین یا ورثاء مہر کے مالک تسلیم کیے گئے ہوں۔

اسلام میں فضلیت مہر کا اظہار اس سبب سے بھی ہوتا ہے کہ یہاں یہودیت کی طرح مہر کی ادائیگی کے ضمن میں کنواری یا مطلقہ کی کوئی قید نہیں لگائی اور نہ ہی مقدار مہر میں اس حوالے سے کوئی فرق رکھا۔ ام المومنین حضرت ام حبیبہ کا پہلا نکاح عبید اللہ بن جحش سے ہوا تھا۔ جب آپ کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں تو بڑا مہر باندھا گیا تھا۔ درج ذیل حدیث مبارکہ بطور ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

"إن النجاشي زوج ام حبيبه بنت ابى سفيان من رسول الله صلى الله عليه وسلم على صداق اربعة آلاف درهم فى كتب بذلك الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقبل"[٣٠]

(بے شک نجاشی نے ام حبیبہ بنت ابی سفیان کی شادی رسول سلام سے کر دی چار ہزار درھم پر اور رسول سلام کی طرف لکھ بھیجا۔ اور انہوں نے قبول کر لیا)

اس حدیث کی وضاحت میں امام صنعانی فرماتے ہیں کہ حضرت ام حبیبہ کے مہر کی رقم چار ہزار درھم کی صورت میں ادا کی تھی۔ نجاشی نے رضاکارانہ طور پر یہ رقم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام کی خاطر دی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔[٣١]

صرف حضرت عائشہ حضور سے عقد مبارک سے قبل کنواری تھیں اور ان کا مہر چار سو درھم مقرر ہو۔[٣٢] مہر کے حوالے سے بائبل کی تعلیمات میں اس حوالے سے کوئی حکم نہیں ملتا کہ اگر شوہر مہر پر ادا نہ کرے تو اس کے اثرات کیا مرتب ہوں گے؟ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس مسئلے کو بالکل صاف کر دیا گیا آپ کا ارشاد ہے:

"عن ابي هريرة ايمار رجل تزوج امراة على صداق ولا يريد"[٣٣]

(حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے مہر کے بدلے کسی عورت سے نکاح کیا اور وہ یہ چاھتا ہے کہ مہر ادا نہ کرے تو وہ زانی ہے)

مہر کن کن چیزوں کے ذریعے ادا ہو سکتا ہے۔ فقہاء کرام نے اس کے لیے ایک معیار مقرر کر دیا جیسے فتاوی عالمگیری میں ہے:

"اور واضح ہو کہ ہر ایسی چیز جو مال متقوم ہو سکتی ہے وہ مہر ہو سکتی ہے۔"(۳۴)

اسی طرح بدایۃ المجتہد میں ہے کہ:

"ہر وہ چیز مہر قرار دی جا سکتی ہے جس کی ملکیت جائز ہو اور عوض میں کام آ سکے۔"(۳۵)

فقہاء کے ان بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ وہ ہی چیز مہر ہو سکتی ہے جس کی کوئی قدر و قیمت ہو حقیر اور بے قیمت سی اشیاء مہر کے وقار کے منافی ہیں۔ اور اس سے مہر دینے کی بری نیت کا اظہار ہوتا ہے۔ نیز بیوی کی بے قدری اور توہین کا پہلو بھی نکلتا ہے، چیز ایسی ہو جو دینے والے کی جائز ملکیت ہو اور بیوی اس سے انتفاع کر سکتی ہو۔ گزشتہ صفحات میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ سونا چاندی، قیمتی کپڑے، اشیاء قیمتی برتن، نقد رقم، زرعی اجناس وغیرہ یہودیت میں مہر بنائی جاتی تھیں۔ احادیث نبوی ﷺ کے ارشادات سے بھی واضح ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا قیمتی اشیاء مہر بنائی جاتی حتی کہ حضرت علی رضی اللہ کی طرف سے کمی زرہ کی مثال بھی احادیث میں موجود ہے۔ فقہاء نے ان اشیاء کو بھی واضح کیا کہ جو کہ مہر نہیں بن سکتی مثلاً فتاوی عالمگیری کی سی عبارت:

"اور اس طرح اگر مسلمان مرد نے مسلمان عورت سے مردار یا خون یا خمر یا سور پر نکاح کیا تو تسمیہ نہیں ہے۔"(۳۶)

وجہ یہ ہے کہ چیز میں خواہ کتنی ہی قیمتی کیوں نہ ہوں اگر وہ شریعت کی نظر میں حرام ہیں تو مہر نہیں بن سکتی لیکن بائبل میں مذکورہ می واقعی حل نظر ہے جیسا کہ گزشتہ صفحات میں یہودیت میں مہر کے ذیل میں بھی نقل کیا گیا کہ حضرت یعقوب کی بیٹی دینہ کی عصمت دری کرنے والوں سے اپنی توہین کا بدلہ لینے کے لیے مہر کو وسیلہ بنایا گیا۔ اسلام میں اس قسم کی صورت حال میں سزا کا علیحدہ سے طریقہ کار واضح کیا گیا ہے۔ حدود اللہ میں سے حد رجم کا نفاذ جرم ثابت ہونے پر کیا جاتا ہے۔ مہر کی حیثیت تو شادی کے موقع پر تحفہ کی ہے۔ کیونکہ مہر ہی حقیقت میں وہ چیز ہے جو نکاح اور زنا میں حد فاصل قائم کرتا ہے عورت کی توقیر میں اضافہ کرتا ہے۔ یہ چیز خوشگوار گھریلو زندگی کا نقط آغاز ثابت ہوتی ہے احادیث مبارکہ میں جو نکاح شغار کی ممانعت آئی ہے اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ اس طرح کے نکاح میں مہر ادا نہیں کیا جاتا۔

جہاں تک مہر ادا کرنے ضمن میں سہولت کا تعلق ہے تو اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ بائبل کے مندرجات سے اس طرف کوئی اشارہ نہیں ملتا کہ مرد کو مہر ادا کرنے کی مدت میں ایک دی جائے۔ میں بائبل کے علماء کی طرف سے قرار دی گئی سہولت ہے کہ حیض طلاق یا شوہر کی وفات کی صورت میں ہی عورت کو مہر ادا کیا جائے گا۔ اسی طرح قرآن مجید اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی مہر موجل کا کوئی اشارہ ملتا ہے البتہ مختلف مکاتب فقہ کے شیوخ نے نکاح میں تاخیر سے بچنے کے لیے ایک حل دیا ہے۔ ساتھ ساتھ مہر موجل کی حسب وعدہ ادائی کی تقید بھی لگائی ہے۔ کیونکہ شریعت مطہرہ وعدہ خلافی کو منافق کی نشانیوں میں سے ایک نشانی قرار دیتی ہے۔

عرصۂ دراز سے اسلامی معاشرہ کے بعض طبقات کی طرف سے مہر ادا کرنے کے حوالہ سے غیر سنجیدگی کو وتیرہ بنالیا گیا ہے نام نہاد شان وشوکت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بڑی بڑی رقمیں مہر کے طور پر نکاح نامے میں تحریر کرادی جاتی ہیں محض اس موہوم امید کے سہارے کہ بعد میں کس نے مہر طلب کرنا ہے اور کس نے ادا کرنا ہے؟ راقمہ کے خیال میں مہر موجل کی سہولت کی اس سے بڑی تضحیک اور کوئی ہو ہی نہیں سکتی۔ اکثر مواقع پر شوہر حضرات اپنی بیوی کو مہر معاف کرنے کے لیے دباؤ ڈالتا ہے حالانکہ اگر بیوی خوش دلی سے مہر معاف کر دیتی ہے تو شوہر اس سہولت سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اس قسم کے واقعات بھی رونما ہو جاتے ہیں کہ شوہر تین حیات مہر ادا نہیں کرتا جب اس کی وفات ہو جاتی ہے تو لواحقین کی طرف مہر معاف کرنے کی تلقین بیوہ کو کی جاتی ہے۔ یہ تمام حالات محض اسی لیے رونما ہوتے ہیں کہ ابھی تک اسلامی معاشرہ میں مہر کی حقیقی روح کو نہیں سمجھا جاتا۔ خود خواتین مہر سے اس لیے محروم رہ جاتی ہیں کہ اپنے اس انتہائی اہم 'مالی حق' کا مکمل ادراک نہیں ہوتا۔

حوالہ جات

1. Botter Week, G. Johannes, Theological Dictionary of of old Testament, UK, WMB Eerdmans Publishing 1994, P.143
2. Catherine Clark, The IVP Women Bible Commentary, illionis, Inter Varsity Press. 2002, P.165

۳. کلام مقدس (مترجم) عہد عتیق، (پیدائش: ۱۳-۱۱:۳۴) روما، سوسائٹی آف سینٹ پال ۱۹۵۸ء

۴. ایضاً (خروج: ۱۷-۱۶:۲۲)

۵. ایضاً (ا۔ سیموئل؛ ۱۸:۲۵)

6. Perdue, Leo G. Families in ancient israel, Kentucky, Westminster John Knox Press, 1997. P. 113
7. http://en.oxforddictionaries.com/definition/mohar English Oxford Living Dictionaries
8. Botter Week,G Johannes, Theological Dictionary-8 of old Testament, P.143-144
9. Perdue, Leo G. Families in ancient israel, P.114

۱۰. کلام مقدس (مترجم) باب پیدائش (۳۴-۱۱-۱۳)

۱۱. ایضاً، پیدائش (۵۳:۲۴-۵۴)

۱۲. ایضاً، ہوسیع (۲:۳-۳)

۱۳. ایضاً، ا۔ سیموئل (۱۸:۲۵)

۱۴. ایضاً، خروج (۱۷:۲۲)

۱۵. ایضاً استثناء (۲۸:۲۲-۲۹)

16. Elliot N.Droff, Arther Prosset, Living Tree: The Roots and Growth of Jewish Law, New York, State University of New York Press. 1988, p.442

۱۷. کلام مقدس (مترجم)

۱۸. ایضاً، پیدائش (۹:۳۴-۱۰)

19. Epstein, Louis, M.The Jewish marriage Contract, New Jersey, The Law Ltd 2004, P:23

20. Campbell Ken M. The Marriage and the Family in Biblical World, illinois, Intervarsity Press 2003, P:106

21. Ibid,

۲۲. زبیدی، مرتضی، السید، تاج العروس من جواہر القاموس، الکویت، مطبعۃ حکومت ۱۳۹۴ھ، ج ۱۴، ص ۱۵۶

۲۳. الدزومر، احمد بن محمد بن احمد، الشرح الصغیر علی اقرب المسالک الی مذہب امام مالک، قاہرہ دارالمعارف سان، ج ۲۰، ص ۴۲۸

۲۴. محمود احمد، میر پوری، مولانا، فتاوی صراط مستقیم (ثناء اللہ یا کوئی: مرتب ادار و صراط مستقیم س ن ص ۳۸۲

۲۵. النساء ۴:۴

۲۶. بخاری محمد بن اسماعیل، امام الجامع صحیح، کتاب النکاح، باب علہ المہر، حدیث نمبر ۲۱۰۹، اسلام آباد، دارالسلام ۱۹۹۷ء

۲۷. کامل محمد عویضہ الجامع فی فقہ النساء، ص ۲۶۲

۲۸. شاہ ولی اللہ، احمد بن عبدالرحیم، حجۃ اللہ البالغہ کراچی، نور محمد، ادارہ تجارت کتب س ن، ص ا، ص ۱۲۸

۲۹. النساء ۴:۴

۳۰. الصغانی محمد بن اسماعیل سبل السلام شرح بلوغ المرام، (مترجم: مولانا عبدالقیوم) اسلام آباد

۳۱. ابوداؤد، امام سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب الصداق، حدیث نمبر ۲۱۰۸

۳۲. علی متقی بن حسام الدین، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، بیروت، موسسہ الرسالۃ ۱۳۹۹ھ، حدیث ۴۳۷۴۹